Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۲۷/۴۲ | منگل - یکم ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ - ۵ ہجرت ۱۳۷۱ ہش - ۵ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۰۴

اللہ تعالیٰ کی رضا میں اطمینانِ قلب

"دعا اس طرح کرنی چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سپرد کردیں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں۔ اور یہ کہہ دیں کہ ہم ہر طرح راضی ہیں۔ تیری رضا کے مطابق ہمارا دل سو فیصدی راضی رہے گا۔ مطمئن ہے۔ کوئی شکوہ نہیں۔ اب ہماری التجا ہے کہ ایسا کر دے۔ لیکن وعدہ ہے کہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر بھی ہم تیرے ہی ہیں کوئی اور رستہ نہیں ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا اُن کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۵۷۲)

"اس بات کو مکرر یاد رکھو کہ جب بخل وحسد اور فسق وفجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور جس طرح پر اللہ تعالےٰ سے ہراساں و ترساں ہونا چاہیئے وہ نہیں رہتا۔ یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے۔ اس وقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں ان کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ صحت درست نہیں رہتی۔ ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۵۷۵)

ولادت

مکرم یونس علی آصف صاحب مربی سلسلہ بشیر آباد ضلع حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۲ اپریل ۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نو مولود مکرم عبد الرحیم صاحب آف مصطفیٰ فارم کنری سندھ کا پوتا اور مکرم محمد اقبال صاحب گوٹھ پھیرو چچی کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ بچے کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

مکرم سید اقبال حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر چند روز سے زیادہ بیمار ہیں۔ احباب کرام سے موصوف کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بنی نوع انسان پر خرچ کرنے کی راہیں ثواب پر منتج ہوتی ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالےٰ اپنی رحمتیں ان پر نازل کرتا رہے۔

"ہر وہ جگہ جہاں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کا عطا کردہ مال یا دولت خرچ کی جاتی ہے اس سے ثواب حاصل ہوتا ہے مثلاً اور (تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے) پر عمل کرتے ہوئے اپنی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مناسب اور متوازن اور صحتمند غذا کھانا خدا تعالیٰ سے ثواب کو حاصل کرنا ہے بشرطیکہ نیت یہ ہو کہ ہم خدا کی خاطر اس کی رضا کی طلب میں اور اُس کی اطاعت میں خرچ کر رہے ہیں۔ کیونکہ حکم یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ اپنے نفس کے حقوق کو بھی اسی طرح ادا کرنا ہے جس طرح کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ غیروں کے حقوق کو ادا کرنا ہے۔ اگر ایک شخص اسراف اور ریاء کی نیت سے نہیں بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ اپنی طاقتوں کو ضائع اور کمزور نہ کرو کیونکہ یہ بھی خدا کی ناشکری ہے۔ پس اگر وہ اس نیت سے کہ خدا تعالےٰ کی رضا کا حصول ہو موسم کے لحاظ سے اپنی ضرورت پوری کرتے ہوئے کپڑے پہنتا ہے تو وہ خدا تعالےٰ کے پیار کو حاصل کرنے والا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے بچوں کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے انہیں متوازن غذا کھلاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے حکم کی پیروی اس کی نیت ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا کو حاصل کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا کے حکم کے مطابق اپنے ہمسایہ کا خیال رکھتا ہے اور اس اطاعت حکم میں اسے اپنے مال کا کچھ حصہ خرچ کرنا پڑتا ہے یا اپنی طاقت کا کچھ حصہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ہمسائے کو ضرورت ہے اس کے لئے دوا لانے والا کوئی نہیں۔ اگر وہ دوا کے لئے باہر جاتا ہے تو اس وقت اس نے اپنی طاقت کا ایک حصہ اپنے ہمسائے کے لئے خرچ کیا اور اس سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے اگر کوئی شخص زمیندار ہے تو وہ اپنے بیلوں کے لئے اپنا وقت خرچ کرتا ہے وقت پر ان کے لئے چارہ کاٹ کر لاتا ہے اور ان کو دیتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ یہ خدا کی مخلوق ہے۔ یہ بھوکی نہیں رہنی چاہیئے اور اس کی نیت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے یہ ایک نعمت عطا کی ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے مجھے ان کی صحت کا اور ان کے طاقتور رکھنے کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب دیتا ہے۔ غرض مال اور دولت کے خرچ کی ہزارہا ایسی راہیں ہیں۔ اپنے پہ خرچ کی، اپنوں پہ خرچ کی اور اپنے ہمسایوں پر خرچ کرنے کی راہیں ہیں۔ اپنی قوم پر خرچ کرنے کی راہیں ہیں اور بنی نوع انسان پر خرچ کرنے کی راہیں ہیں کہ جو ثواب پر منتج ہوتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ اپریل ۱۹۷۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۵ ۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش   ۵ ۔ مئی ۱۹۹۲ء

نیکی کا اجر نیکی

کسی نیکی کی قبولیت کا معیار یہ ہے کہ اس کے بعد مزید کسی نیکی یا کئی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ نیکی اور بدی کا تعلق دل سے ہے۔ اور دل کے حقیقی اشارے پر جو کام کئے جائیں وہ دل کو ویسے ہی مزید کاموں کے لئے حوصلہ دیتے ہیں اور مزید مضبوط بنا دیتے ہیں۔ دل بار بار ویسے کام کرنا چاہتا ہے۔ بدی ہے تو بدی کی طرف مائل ہو جائے گا اور ایک بدی کے بعد دوسری بدی کا خیال آئے گا۔ اور انسان اسے کر بھی گذرے گا۔ نیکی ہے تو مزید نیکیوں کی دل میں تحریک پیدا ہوگی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جب کسی نیک کام کی دل میں تحریک پیدا ہو تو اسے فوراً سرانجام دے لینا چاہیئے۔ رُکنے سے یا تاخیر کرنے سے ہو سکتا ہے وہ تحریک باقی نہ رہے۔ خیال بدل جائے۔ اور انسان نہ صرف اس نیکی سے محروم ہو جائے بلکہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ کام اس کے اُلٹ ہو جائے۔ اور خدانخواستہ انسان سے بدی سرزد ہو جائے۔

یہی معاملہ جذبات کا ہے۔ درحقیقت نیکی اور بدی بھی جذبات ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ نیک جذبہ نیکی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بُرا بدی کی طرف۔ اس میں بھی ہمارے لئے ایک عظیم سبق ہے۔ ہم اپنے خیالات اور اپنے جذبات کو نیکی کی راہ پر گامزن رکھیں۔ ٹھیک سوچیں اور ٹھیک سمجھیں اور پھر اپنے اعمال کو ان کے مطابق بنائیں۔ تو خدا کے فضل سے نیکیوں کی طرف ہی رجحان رہے گا۔

قادیان کے جلسہ صد سالہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والے ہی جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر کیا کیا برکات نازل کی ہیں۔ ان کی سوچ اور ان کے جذبہ کو کس طرح نکھارا ہے۔ اور کس طرح انہیں اس احساس سے مالا مال کیا ہے کہ یہ جذبہ قائم رہنا چاہیئے۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو تلقین فرمائی ہے کہ صد سالہ جلسہ کے فیض کو آئندہ صدی تک ممتد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ ہمارا خیال اور ہمارا جذبہ ہمیں نیکیوں کی طرف مائل رکھیں۔

گندگی کا ڈھیر گھر کے سامنے
اور کوئی اس کو اٹھاتا ہی نہیں
دوسروں کو دے رہے ہیں جو سبق
اپنے سر میں وہ سماتا ہی نہیں
ـــــ ابوالاقبال

○

اس کی تکلیف پہ اِک جہاں رو دیا
کانپ اُٹھی زمیں، آسماں رو دیا
یہ تو محسوس کرنے کی ہی بات ہے
جس نے سمجھا یہ سوزِ نہاں، رو دیا
بات کیسی سُنی دہنِ تقدیر سے
جو جہاں تھا بہ قلبِ تپاں رو دیا
ہاتھ میں پھول تھامے تھا بیٹھا ہوا
جب وہ کملایا تو باغباں رو دیا
جب فنا کا مکمل یقیں ہو گیا
حُسن کی دیکھ رعنائیاں رو دیا
اُڑ گئی ایکدم بُلبُلِ خوش نوا
خامشی چھا گئی، آشیاں رو دیا
ننھی کلیاں بھی ہیں سہمی ہوئی
شاخِ گل جو کٹی گلستاں رو دیا
صبر کی سب کو تلقین کرتا ہوا
گِر کے سجدوں کے وہ درمیاں رو دیا
دل تو آخر ہے دل یہ تو تڑپے گا بھی
جب بڑھیں اس کی بےتابیاں رو دیا
رکھ کے سینے پہ سنگِ گراں ہنس دیا
لے کے دل پہ وہ بارِ گراں رو دیا
آتشِ غم کو پانی کی حاجت تو تھی
دل سے اُٹھنے لگا جو دُھواں رو دیا
ہجر کی تلخیاں اور بھی بڑھ گئیں
ہم یہاں روئے کوئی وہاں رو دیا
چُپ رہا جو بھرم ضبط کا رکھ لیا
چھیڑ دی جس نے یہ داستاں رو دیا
اس کے دُکھ پہ نہ آنسو بہیں کس طرح
میرے ہر دُکھ پہ جو مہرباں رو دیا
راہبر حوصلے سب کو دیتا رہا
اس کے دُکھ پہ مگر کارواں رو دیا
فرطِ غم سے زباں میری ساکت ہوئی
خامہ لرزاں رہا اور بیاں رو دیا

صاحبزادی امۃ القدوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

عرفانِ الٰہی

پس اوّل تو بہتوں کو خدا کے نام یعنی صفات یاد ہی نہیں ہوتے اور جن کو یاد ہوتے ہیں۔ وہ معنی نہیں جانتے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ جن کو معنے یاد ہوتے ہیں۔ ان کے ذہن میں اس سے کوئی کیفیت نہیں پیدا ہوتی۔ اور جب تک کیفیت نہ پیدا ہو۔ اس وقت تک بھی الفاظ کچھ فائدہ نہیں دیتے۔ مثلاً "شاۃ" کے معنی ہیں بکری۔ اب اگر کسی کو یہ تو بتا دیا جائے۔ کہ شاۃ بکری کو کہتے ہیں۔ لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ بکری کیا ہوتی ہے۔ تو کچھ نہیں سمجھ سکے گا۔ پس ایسے معنی جن سے انسان کے ذہن میں اس چیز کی صحیح صحیح کیفیت نہ پیدا ہو۔ ان کا آنا نہ آنا برابر ہوتا ہے۔ اس لئے صرف معنی ہی آنے کافی نہیں۔ بلکہ ان کی کیفیت کا ذہن میں آنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اکثر لوگ کیفیت سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ مثلاً رب کے معنی کسی سے پوچھے جائیں تو یہ تو کہہ دے گا کہ "پروردگار" مگر پروردگار کی کیفیت اس کے قلب میں نہیں آئے گی۔ اور اس کے دل میں اس کے معنی نقش نہیں ہونگے۔ تو خدا تعالیٰ کی صفات کے جاننے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ صرف نام یاد ہوں۔ یا معنی آتے ہوں۔ بلکہ یہ ہے کہ خدا کی صفات معلوم ہوں۔ ان کے معنی معلوم ہوں۔ اور جس وقت وہ لفظ زبان پر جاری ہو یا کانوں میں پڑے۔ معاً اس کے مطابق کیفیت قلب میں پیدا ہو۔ مثلاً رحمٰن کے معنی ہیں بغیر محنت کے انعام کرنے والا۔ جس وقت یہ الفاظ کسی کی زبان پر جاری ہوں اسی وقت صرف یہ نہ ہو کہ اس کے دل میں یہ بنا بنایا فقرہ آجاوے کہ بغیر محنت کے انعام کرنے والا بلکہ اس کا اصل مفہوم یعنی اللہ تعالیٰ کے احسانات جو بغیر محنت کے ہوتے ہیں۔ بجلی کی طرح سامنے بلکہ دل کی آنکھوں کے سامنے سے گذر جاویں۔ اور تصویری عالم میں یہ صفت اس کے سامنے آجاوے اور جسے یہ بات حاصل نہ ہو وہ خود سوچ کر ان تفصیلات کو اپنے دل میں لائے تاکہ اس کی پوری کیفیت دل میں پیدا ہو جائے کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان سے خدا کی کسی صفت کے معنی پوچھے جائیں۔ تو بتا دیتے ہیں۔ لیکن جب ان معنوں کا مطلب دریافت کیا جائے۔ تو خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کا وہی حال ہوتا ہے جو اس شخص کا ہؤا جس نے ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

کے یہ معنے کئے تھے کہ ہم لوگ تم لوگ اور میر صاحب سب کو اس کے بالوں کی زنجیر کے ساتھ باندھ کر جیل خانہ بھیج دیا۔ غرض صرف لفظوں کے معنے جاننے کافی نہیں ہوتے۔ جب تک ان الفاظ کے ساتھ وہ کیفیت پیدا نہ ہو۔ جو ان الفاظ سے وابستہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان خدا کی ہر ایک صفت کے معنی جانے۔ اور پھر اس کی تفصیل کرے۔ تاکہ اس صفت کی کیفیت اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ مثلاً رب کے معنی کرے۔ کہ پیدا کرنے والا۔ اور پیدا کر کے ترقی دینے والا۔ آگے اس کی تفصیل کرے کہ ترقی دینے کے کیا معنی ہیں اور کس طرح ترقی دیتا ہے۔ اور کس کس رنگ میں دیتا ہے۔ جب تک اس صفت کی پوری پوری کیفیت دل میں نہ پیدا ہو جائے۔ اس وقت تک تفصیل کرتا ہی رہے پس جو شخص خدا کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ دیکھے کہ ان صفات سے مراد کیا ہے۔ اس کے بعد اسے ان کا حقیقی علم حاصل ہو سکے گا۔ اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب خدا کی صفات کا حقیقی علم ہو جائے۔ تو پھر خود بخود نیکی اور بدی کا علم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان صفات کو اختیار کرنے اور ان کے مطابق کام کرنے کا ہی نام نیکی ہے۔ اور ان کو ترک کرنے اور ان کے خلاف کرنے کا نام بدی ہے۔

یہ مت سمجھو کہ خیال کوئی معمولی چیز ہے۔ دنیا میں جس قدر بھی کام ہو رہے ہیں وہ سب خیال ہی کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً جب کوئی شخص ایمان لاتا ہے۔ تو پہلے اس کے دل میں اسلام لانے کا خیال ہی پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اور جس قدر کام انسان کرتا ہے۔ ان کی ابتداء خیال سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اس لئے یہ نہ کہو۔ کہ خیال کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ خیال ایک حقیقت۔ ایک واقعہ اور بہت بڑی صداقت ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ خیال تو نظر نہیں آتا۔ اس لئے اس کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے؟ ہم کہتے ہیں وہ بیج جس سے بڑ کا درخت بنتا ہے۔ اس میں اتنا بڑا درخت کہاں نظر آتا ہے۔ پھر دیکھو انسان کس طرح بنتا ہے کیا وہ نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس شہوت کا جو دل میں ایک خیال آنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس جب انسان کی پیدائش خیال کے اثر کے ماتحت ہوتی ہے تو اس کی حقیقت میں کس کو کلام ہو سکتا ہے؟ دراصل انسان جس قدر کام کرتا ہے۔ وہ خیال ہی کے ذریعے کرتا ہے۔ اگر کہو کہ اور چیزیں جب خیال کے ساتھ ملتی ہیں تب کام ہوتا ہے۔ اکیلا خیال کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے خیال بے حقیقت چیز ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس طرح تو اس بیج کو بھی بے حقیقت قرار دینا پڑے گا۔ جس سے بڑ کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بیج بڑ نہیں بن جاتا۔ بلکہ وہ زمین سے جو مادہ چوستا ہے وہ بڑ بنتا ہے۔ یہی حال دوسرے درختوں کا ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص بیج کو اس لئے بے حقیقت کہہ سکتا ہے کہ جب تک دوسری چیزیں اس کے ساتھ نہ ملیں۔ اس وقت تک اس سے درخت نہیں بن سکتا۔ تو وہ خیال کو بھی بے حقیقت کہہ سکتا ہے۔ لیکن جب بیج کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ بے حقیقت ہے تو خیال کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بے حقیقت شے ہے۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ خیال کوئی بے حقیقت چیز نہیں ہے بلکہ خیال مادہ ہے تمام چیزوں کا۔ کیونکہ اسی سے آگے نتائج نکلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (۔۔۔ ۔۔۔) (البقرہ: ۲۸۵) کہ اے لوگو جو خیال تمہارے دل میں آئے۔ اسے خواہ تم عمل میں لاؤ یا پوشیدہ رکھو۔ اللہ اس کا حساب لے گا۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ یوں اگر کسی کے دل میں کوئی خیال پیدا ہو گا تو بھی اس سے مواخذہ کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ اور رسول کریمؐ بھی فرماتے ہیں۔ کہ جس بات پر انسان کا بس نہیں۔ اس کا مواخذہ نہیں ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص چلتے چلتے کہیں مال دیکھتا ہے اور اس کے دل میں آتا ہے کہ میں اسے اٹھا لوں۔ تو صرف اس خیال کے آنے پر اس سے مواخذہ نہیں ہو گا۔ ہاں اگر یہ خیال آنے پر وہ سوچنا شروع کر دے کہ میں کس طرح اس مال کو اٹھاؤں۔ کس وقت اٹھاؤں۔ تو اس کا یہ سوچنا اور تدبیریں کرنا قابلِ مواخذہ ہو گا۔ چنانچہ جب یہ آیت اتری تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صحابہ گئے۔ اور جا کر عرض کی کہ بعض اوقات کوئی بُرا خیال تو خود بخود دل میں آجاتا ہے۔ کیا اس طرح ہم ہلاک ہو جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی بُرا خیال دل میں آتا ہے۔ اور انسان اس پر عمل نہیں کرتا تو یہ خود نیکی ہے۔

پس اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ خیال جو دل میں گڑ جاتا ہے۔ اور جس کے سوچنے میں انسان لگ جاتا اور تدبیریں شروع کر دیتا ہے۔ اس کا محاسبہ ہو گا۔ ورنہ اگر کسی کو خیال آئے کہ میں چوری کروں اور وہ اسے فوراً نکال دے۔ تو وہ ایک نیکی کرتا ہے۔ اسی طرح اگر اسے کسی کو قتل کرنے کا خیال آئے۔ لیکن اسے نکال دے۔ تو وہ نیکی کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اور سزا کا مستحق اسی حالت میں ہوتا ہے۔ جبکہ اس خیال پر قائم رہتا ہے۔ پس اس نکتہ کو خوب یاد رکھو یہ اعمال کی اصلاح کے لئے بہت بڑا زینہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی بُرے خیال کا پیدا ہونا تمہارے اختیار میں نہیں۔ لیکن اس کا نکالنا تمہارے اختیار میں ہے۔ اس لئے فوراً نکال دیا کرو۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے) ایک حکایت بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص باغ سے انگور کا ٹوکرا اٹھا کر لئے جا رہا تھا کہ باغ کا مالک آ گیا۔ اور اس نے اس سے دریافت کیا کہ میرے باغ سے انگور کیوں لئے جاتے ہو۔ اس نے کہا پہلے میری بات سن لو۔ پھر جو چاہنا کرنا۔ مالک باغ نے کہا بیان کرو۔ اس نے کہا مجھے ایک بگولہ نے اٹھا کر باغ میں لا ڈالا۔ اتفاقاً جہاں میں آ کر گرا۔ وہاں انگوروں کے درخت تھے۔ ایسے وقت میں آپ جانتے ہیں کہ انسان اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ میں نے جو ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کئے تو بیلوں پر سے انگور گر گر ایک ٹوکرے میں جو وہیں پڑا تھا۔ جمع ہونے لگے۔ اب بتاؤ۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ باغ کے مالک نے کہا۔ یہ تو جو کچھ ہؤا ٹھیک ہؤا۔ مگر یہ تو بتلاؤ کہ ٹوکرا تمہارے سر پر رکھ کر تمہیں یہ کس نے کہا کہ اپنے گھر کی طرف لے جاؤ؟ وہ کہنے لگا۔ یہی میں بھی سوچتا آ رہا تھا۔ کہ یہ مجھے کس نے کہا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح اس شخص کا حال ہوتا ہے جو بُرے خیال کو اپنے دل میں جگہ دیتا اور قائم کرتا ہے۔ کیونکہ گو وہ بُرے خیال کے دل میں لانے میں مجرم نہیں۔ مگر اس کے قائم رکھنے کا مجرم ہے۔ بے شک اس سے یہ دریافت نہیں کیا جاوے گا کہ بُرا خیال اس کے دل میں کیوں آیا۔ مگر یہ اس سے ضرور دریافت کیا جاوے گا۔ کہ اس بُرے خیال کو اس نے دل میں قائم کیوں کیا۔

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Carey insists on belief in Christ's resurrection

By Mary Braid

BELIEF in the bodily resurrection of Christ is central to Christian belief, Dr George Carey, Archbishop of Canterbury, insisted in his Easter message yesterday.

John Gummer, Minister of Agriculture, went further. Mr Gummer, a member of the Church of England's General Synod, suggested that priests who doubted that Christ rose from the dead should lose their salaries.

He also accused the BBC of spreading heresy by interviewing the dissenters on television last night in *The Heart of the Matter.*

"It is not possible to be a member of the Church of England and certainly not to be a priest of the Church of England if you don't teach the fundamental doctrine of the Christian faith which is that Jesus Christ rose from the dead," argued Mr Gummer on the *Sunday* programme on BBC Radio 4.

The Rev Stephen Mitchell — one of the 200-strong group of clergy and laity who do not believe in the resurrection — denied he was breaking his ordination vows by not preaching the story of physical resurrection. Mr Mitchell, rector of Holy Trinity in Barrow upon Soar, near Loughborough, likened the history of faith to the history of art in the development over time of new theories, expression and styles.

"I see my role a bit like an art teacher, or composition teacher. I'm preaching positively and I'm encouraging people in their faith and giving them resources."

Mr Gummer advised those who shared Mr Mitchell's approach to "join some ethical society" because it was impossible for them to be Christian.

Cardinal Basil Hume, leader of England's Roman Catholics, in his Easter message, pointed to the scriptural evidence for the resurrection. The crucial point was that the tomb was empty.

In his sermon at Canterbury Cathedral, Dr Carey said the Easter story was not easy to understand but was at the heart of Christian faith.

"Belief in the resurrection is not an appendage to the Christian faith — it *is* the Christian faith. The gospels do not explain the resurrection; the resurrection explains the gospels.

"We post-modern, late twentieth-century Britons struggle to understand it. The map of our minds has no grid reference for angels or dead men rising to new life. We must not fall into the trap of believing that if we made the Easter story more congenial and trim it here and there of its awkwardness, it would speak with renewed power."

The Archbishop warned that the Government faced awesome responsibilities, including the care of the poor, the elderly and weak.

Traditionally this was done by Christians. Dr Carey said that while he was sure the Government intended to meet its responsibilities, he would "dare" to ask for more from each individual.

"I ask for a nation in which in our homes and schools there will be heard again the compelling simplicity of Christian teaching. I ask for a nation which will be outward-looking; not only committed to its own welfare but also the welfare of poorer countries who still look to us for guidance and help."

Case against God, page 17

THE INDEPENDENT LONDON — MONDAY 20 APRIL 1992

میری برائیڈ ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء کے دی اِنڈی پنڈنٹ میں لکھتی ہیں،

ڈاکٹر جارج کیری آرچ بشپ آف کنٹربری نے اس امر پہ اصرار کیا ہے کہ یسوع مسیح کا جسمانی طور پر مردوں سے جی اٹھنا عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ بات انہوں نے اپنے ایسٹر کے پیغام میں کہی۔

وزیر برائے زراعت مسٹر جان گمر جو کہ چرچ آف انگلینڈ کی جنرل SYNOD کے رکن ہیں۔ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ جن پادریوں کو اس بارے میں کوئی شک ہو کہ حضرت مسیح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ ان کی تنخواہ بند کر دی جائے

انہوں نے بی بی سی پر بھی الزام لگایا کہ وہ اس گمراہ کن نظریے کو منحرفین کے انٹرویو کے ذریعے پھیلا رہا ہے۔ بی بی سی نے اس بارے میں" دی ہارٹ آف دی میٹر" (معاملے کی اصلیت) کے عنوان سے اس بارے میں ایک پروگرام پیش کیا تھا۔

مسٹر گمر نے بی بی سی کے ریڈیو نمبر ۴ کے سنڈے پروگرام میں انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ چرچ آف انگلینڈ کا رکن ہونا اور پھر ایک پادری ہونا ایسے شخص کے لئے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ وہ عیسائیت کے بنیادی عقیدے کی بھی تبلیغ نہ کرے جو یہ ہے کہ یسوع مسیح مردوں سے زندہ ہو گئے تھے۔

ریورنڈ سٹیفن مچل جو کہ ۲۰۰ پادریوں کے اس مضبوط گروہ کے رکن ہیں جو مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے پر یقین نہیں رکھتا انہوں نے اس بات کی تردید کی کہ وہ مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کی تبلیغ نہ کرنے کی وجہ سے وہ اپنے منصب سے انحراف کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسیح کے جسمانی طور پر مردوں سے جی اٹھنے کا نظریہ پیش نہ کرنا ہمارے منصب کی ذمہ داریوں سے انحراف نہیں ہے۔

مسٹر مچل جو کہ ہولی ٹرینیٹی ان بیرو کے ریکٹر ہیں انہوں نے ایمان کی تاریخ کو آرٹ کی تاریخ سے مشابہت دی اور نئے نئے نظریات کے پیدا ہونے، نئے انداز اور نئے طور و طریق سے منسلک قرار دیا۔ انہوں نے کہا۔

باقی صہ پر

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

جہان و جاہِ جہاں نزدِ شاں چُناں ہیچ است
کہ پیشِ چشمِ تو یک خس ز بوریا باشد

یعنی ان کے نزدیک دنیا اور دنیا کی عزت ایسی حقیر ہے جیسے تیری نظر میں بوریا کا ایک تنکا۔

اور

قمر مقابلہ با روئے شاں نیارد کرد
کہ نورِ او ز خور، ایں نور از خدا باشد

یعنی چاند ان کے منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا نور سورج سے ہے اور ان کا نور خدا سے۔

بحضرتِ صمدے آبروے ہمے دارند
دعا و گریۂ شاں خارقُ السّماء باشد

یہ لوگ بارگاہِ خداوندی میں صاحبِ عزت ہیں اور ان کی آہ و زاری کی دعا آسمان کو چیر دیتی ہے۔

ان اشعار میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں جنہیں خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک دنیا کا مال و منال اور دنیا کی عزت کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ یہ چیزیں اتنی حقیر ہوتی ہیں کہ جس طرح بوریا کا ایک تنکا۔ سب جانتے ہیں کہ بوریا ہی کی کوئی قدر نہیں پھر اس کے ایک تنکے کی کیا قدر ہوگی۔ اسی طرح خدا کا قرب رکھنے والے اور خدا سے محبت کرنے والے لوگوں کے لئے دنیا اور اس کی عزت ایک حقیر شے ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ جہاں تک خدا سے قرب رکھنے والوں کا تعلق ہے۔ چاند ان کے منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ چاند تو اپنی روشنی سورج سے لیتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اپنی روشنی اور اپنی ضیاء خدا سے حاصل کرتے ہیں۔ خدا روشنی ہے۔ روشنی کا منبع اور سب روشنیاں اسی سے پھوٹتی ہیں۔ جو شخص خدا سے نور حاصل کرے گا وہ یقیناً ہر اس شخص کے نور سے زیادہ بہتر ہوگا جو کسی اور چیز سے نور حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ چاند ان کے چہرے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ چاند اتنا حسین نہیں بوجہ اسکے کہ اس نے خود اپنی روشنی سورج سے لی ہے۔ اور سورج نے کسی اور سے (یعنی خدا سے) اور ان لوگوں نے اپنا نور بلا واسطہ خدا سے لیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں باعزت سمجھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا خیال رکھتا ہے۔ ان کی پرواہ کرتا ہے اور جب وہ کوئی دعا کرتے ہیں تو وہ دعا آسمانوں کو چیرتی ہوئی خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔ اور وہ اسے درجہ قبولیت عطا کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں حقیقی عزت وہی عزت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور انسان کا حقیقی اقتدار بھی وہی اقتدار ہے جو خدا تعالیٰ کے قرب سے انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے، تو اس جیسی کوئی خوبصورت چیز دنیا میں نظر نہیں آ سکتی۔ وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ اور اگر خدا تعالیٰ سے عزت مل جائے تو جس شخص کو یہ عزت ملے گی وہ دنیا کا سب سے زیادہ عزت والا انسان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھو

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں:۔

"انسان کا تعلق اگر مالک سے ہو جاوے تو مملوک اسے کچھ دکھ یا تکلیف نہیں دے سکتے۔ تمام پھر خدمت گار بن جاتے ہیں اس لئے تم بھی اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھو تا کہ تم کو کوئی دکھ نہ دے اور کوئی چیز تمہیں تکلیف نہ دے سکے گی۔" (خطباتِ جمعہ جلد اوّل صفحہ ۵۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ___ نون۔ سین

راکٹ ٹیکنالوجی برائے بھارت

ہندوستان کی وزارت خارجہ کے ایک نمائندے نے بتایا ہے کہ ان کی ایک ٹیم جو روسی راکٹ ٹیکنالوجی کو ہندوستان میں رائج کرنے کی خواہش مند ہے ماسکو گئی ہے تاکہ جس معاہدے پر کچھ عرصہ سے دستخط نہیں ہو سکے اس کے متعلق گفت و شنید کر کے اسے آخری شکل دی جائے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ماسکو ہی نے یہ بات پیش کی ہے کہ خلائی ٹیکنالوجی تعاون کے سلسلے میں گفت و شنید دوبارہ شروع ہونی چاہیئے تاکہ اس خیال کو عالمی خیال کے مطابق بنایا جائے یعنی اس کو اس صورت میں ڈھالا جائے کہ فوجی ٹیکنالوجی متأثر نہ ہو۔ امریکہ نے روس پر زور دیا ہے کہ وہ اس معاملے کو اب طاق پر رکھ دے۔ اس سارے معاملے میں جس معاہدے پر دستخط کئے جانے مقصود ہیں اس کی لاگت ۲۰ کروڑ ڈالر ہے۔ اور یہ معاہدہ روس کی خلائی ایجنسی گلاوکوس ماس

GLAVKOSMOS

اور ہندوستان کی خلائی ریسرچ تنظیم کے درمیان ہو رہا ہے۔ امریکہ نے ہندوستان پر بھی زور ڈالا ہے کہ وہ نیوکلیائی اسلحہ کے پھیلانے کو روکنے کے سلسلے میں معاہدے پر دستخط کرے۔ ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں پہلا دھماکہ کیا تھا سفارتکاروں کا خیال ہے کہ ہندوستان اس وقت ایٹم بم بنانے کے نہایت قریب پہنچ چکا ان کے اس قرب کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ کہا جائے کہ صرف ایک پیچکس کو ذرا سا کسنے کی ضرورت ہے۔ روس کے اخبارات نے بتایا ہے کہ معاہدہ تو کافی پہلے ہو جانا چاہیئے تھا لیکن امریکہ نے اس پر اعتراض کیا اور روسی صدر بورس یلسن بھی دباؤ میں آ گئے اور انہوں نے معاہدہ ملتوی کر دیا۔ روس میں اس معاملے پر خاصی لمبی چوڑی بحث و تمحیص ہو رہی ہے۔ گورباچوف نے یہ کہا تھا کہ اس معاہدے سے واشنگٹن ہندوستان اور روس کے مفادات منسلک ہیں۔

انسانی حقوق

گزشتہ دنوں لاہور میں ایک سہ روزہ ورکشاپ منعقد کی گئی۔ جس میں انسانی حقوق کی تنظیم کے کارکن اور صحافیوں نے بڑی تعداد میں حصہ لیا۔ اس ورکشاپ کا مقصد یہ تھا کہ نوجوانوں میں اس بات کا احساس پیدا کیا جائے کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت اور اس کا سب سے زیادہ اہم حق یہی ہے کہ اسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر شخص کو یہ حق میسر ہونا چاہیئے ایسی کانفرنسیں تنظیم حقوق انسانی کی طرف سے ملک کے مختلف حصوں میں منعقد کی جاتی رہی ہیں۔ اور ہر ورکشاپ کے دوران بتایا جاتا رہا ہے۔ کہ کس کس طرح اور کہاں کہاں انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔ اس موجودہ ورکشاپ کے افتتاحی اجلاس کی صدارت انسانی حقوق کی تنظیم کے چیئرمین مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) دراب پٹیل نے کی۔ اس تنظیم کی سیکرٹری جنرل عاصمہ جہانگیر ہیں۔ جنہوں نے اپنی تقریر میں شرکاء کو بتایا کہ انسانی حقوق کیا ہیں۔ اور کس طرح ملنا چاہئیں اور ان کی ورکشاپ کا مقصد کیا ہے۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ انسانی حقوق کی تنظیم کے کارکن ہر جگہ کوشش کریں گے کہ ان حقوق کی پامالی کے خلاف آواز اٹھائیں۔

پہلے اجلاس کا موضوع جمہوریت کے مسائل تھا۔ اور اس کی صدارت ائیر مارشل ریٹائرڈ ظفر چوہدری نے کی تھی۔ تقریر کرنے والوں میں ڈاکٹر مبشر حسن ڈاکٹر عنایت اللہ اور مسٹر عزیز صدیقی تھے۔ دوسرا سیشن علاقائی مناقشات کے سلسلے میں تھا اور اس کی صدارت صغیر الدین احمد نے کی۔ ڈاکٹر مبارک علی نے سندھ کے حالات پر گفتگو کی جب کہ طاہر محمد خان نے بلوچستان کے علاقائی حالات بیان کئے پشاور سے ایک سابق ہائی کورٹ جج بیرسٹر قاضی محمد جمیل نے تیسرے اجلاس کی صدارت کی۔ اس میں انہوں نے ترقی کے مختلف پہلو اور انسانی حقوق کے سلسلے میں تقریر کی۔ مسٹر آئی۔ اے رحمان نے اور اسی طرح ڈاکٹر مبشر حسن اور ڈاکٹر اکمل حسین نے ایک پینل کی حیثیت میں گفت و شنید کی۔

آخری اجلاس بنیادی حقوق سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی صدارت نثار عثمانی نے کی۔

ایک نوٹ دو نمبر

کہتے ہیں کہ لاہور کے ایک سائیکل ڈیلر کے پاس ایک ایسا پاکستانی کرنسی نوٹ ہے جس کی قیمت ایک سو روپیہ ہے اور اس کے دونوں طرف مختلف نمبر چھپے ہوئے ہیں ایک طرف AAL ۸۳۶۱۵۸۱ ہے اور دوسری طرف AAL ۸۳۶۱۵۶۱ جب کسی نے اس سے مال خریدا اور رقم ادا کی تو اس سائیکل ڈیلر نے نوٹ گنتے ہوئے یہ بات محسوس کی کہ ایک نوٹ کے دونوں طرف مختلف نمبر درج ہیں۔ پہلے تو اسے یہ خیال آیا کہ شائد یہ جعلی نوٹ ہو لیکن باریک بینی سے پتہ چلا کہ وہ جعلی نہیں بلکہ اصلی نوٹ ہی تھا۔ وہ اس بات پر حیران ہوا کہ اگر یہ کچھ عرصے سے یہ نوٹ گردش میں ہے۔ لیکن اس غلطی پر کسی کی نظر نہیں پڑی۔

اب یہ نوٹ آگے چلانے کی بجائے وہ اپنے پاس یادگار کے طور پر رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اسے حکومت کو بلاواسطہ اطلاع بھی دینی چاہیئے اور یہ نوٹ دکھانا چاہیئے یا اس کی دونوں طرف کی فوٹو سٹیٹ حکومت کو بھیجنی چاہیئے تاکہ حکومت تسلّی کر لے کہ واقعی یہ غلطی ہو گئی ہے۔ اور پتہ چلانے کی کوشش کرے کہ آخر یہ غلطی ہوئی کیسے۔ تاکہ آئندہ اس کا امکان نہ رہے۔

پاک و ہند۔ عوام الناس

ہندوستان کے سابق وزیر خارجہ مسٹر اندر کمار گجرال نے اپیل کی ہے کہ پاکستانیوں اور ہندوستانیوں کو عوام الناس کی سطح پر گفت و شنید کرنی چاہیئے۔ تاکہ دونوں کی ایک دوسرے سے دشمنی کا خاتمہ ہو اور امن اور اطمینان کا سانس لینے کے لئے فضا پیدا ہو۔ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے لیڈر نے لاہور کی ہائی کورٹ بار کو گذشتہ روز (جمعرات) بتایا کہ دونوں ملکوں کے عوام الناس کا آپس میں ملاپ ایک ایسی بات ہے جس سے یہ امید پیدا ہو سکتی ہے کہ حالات بہتر ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ انہیں کچھ شک نہیں کہ دونوں ممالک کے عوام الناس امن چاہتے ہیں۔ دانشور اور عوام الناس واقعی ایک دوسرے کے قریب آ چکے ہیں۔

مسٹر گجرال گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے تھے آپ جنتا پارٹی کے لیڈروں میں سے ایک ہیں۔ آپ نے وکلاء کے کئی سوالوں کے جواب دئیے۔ ۱۷ اپریل کو آپ نے اسلام آباد میں ایک کانفرنس میں شرکت کی جس میں سیاسی راہنما بھی تھے اور قانون دان بھی۔ ان کے علاوہ خاصی تعداد میں صحافی بھی وہاں موجود تھے۔ مقصد اس کانفرنس کا یہ تھا کہ باہم دگر تعلقات بہتر بنا کر دونوں ممالک کے عوام الناس کو کسطرح امن و امان کی زندگی مہیا کی جائے۔ ایسی ہی ایک کانفرنس گذشتہ نومبر میں نئی دہلی میں منعقد کی گئی تھی۔ ایک سوال کے جواب میں گجرال نے کہا کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ دونوں ممالک کے عوام الناس ہر قسم کی عداوت کا خاتمہ کر کے امن و امان کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ حکومتوں کے اپنے اپنے مفاد ہوتے ہیں اور ان کی راہ میں بعض مشکلات بھی حائل ہوتی ہیں اسلئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ عوام الناس کو عوام الناس کے ساتھ ملنے دیا جائے۔

تحریک حریت کشمیر

تحریک حریت کشمیر جو تیرہ پارٹیوں کے اتحاد کی تنظیم ہے کے کنونیر محمد فاروق رحمانی نے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کو پاکستان آنے پر مبارکباد دی اور ایک بیان میں کہا کہ ہم اس موقعہ پر مسٹر بطروس غالی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ وہ ایسے وقت میں یہاں تشریف لائے ہیں جب ایک انتہائی خونی باب ختم ہو رہا ہے یعنی افغانستان کا مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عوام الناس کا ناقابل تسخیر جذبہ کبھی کچلا نہیں جا سکتا۔ جس طرح افغانیوں نے اپنی حکومت بنانے کے لئے جدوجہد کی اور تقدیر انہیں اپنے مقام پر لے آئی ہے۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ جموں اور کشمیر میں بھی جدوجہد جاری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مقبوضہ کشمیر کا نام لیتے ہی جو چیز سامنے آتی ہے وہ اس وقت انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ وہاں جس طرح تشدد کیا جا رہا ہے اور بے آبروئی کے واقعات سامنے آ رہے ہیں وہ انسانی حقوق کی پامالی کی انتہاء ہے۔ کشمیری لوگ اس وقت زندہ رہنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور انہوں نے خود حفاظتی تدابیر کے سلسلے میں اسلحہ اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

مسٹر رحمانی نے بطروس غالی سے اپیل کی کہ وہ ہندوستان کو اس بات پر مائل کریں کہ وہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی سے باز آئے اور وہاں کے باشندوں کو ان کے بنیادی حقوق دے۔ اور غیر قانونی قبضہ ختم کرے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مسز ثمینہ بھٹو صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر فضل محمود بھٹو صاحب انچارج احمدیہ کلینک کنشاسا۔ زائر۔ لکھتی ہیں۔

بخدمت مکرمی محترمی نسیم سیفی صاحب

سب سے پہلے نئے سال کی مبارکباد قبول فرمائیں میں نے پہلے بھی آپ کو دو عدد خط لکھے مگر شائد نہ ملے ہوں کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کی طرف سے کسی نہ کسی طرح اس کا جواب موصول نہ ہوتا۔ اس لئے آپ کا ہی شعر جو میرے حسب حال ہے اپنا مدعا بیان کرتی ہوں۔

ع جو دور سے آتی ہوئی باتوں کو نہ سمجھا
قربت بھی نہ دے پائے گی اسکو کوئی پیغام

خدا تعالیٰ آپ کو اسی طرح جماعت کی اور الفضل کی خدمت کا موقع دیتا رہے الفضل کے بارے میں اگر لکھنا شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب لکھنا پڑے گی۔ خصوصاً ہمارے جذبات کے بارے میں کہ یہ کس طرح ہم تشنہ دلوں کو سیراب کرتا ہے اس کو آپکی کاوشوں نے تو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپ خود تو خود جس طرح دوسروں کو دعوت دیتے ہیں اس میں شمولیت اختیار کرنے کی میرے خیال میں اس کی مثال پہلے نہیں ہو گی۔ اسی جذبہ نے مجھے بھی مجبور کر دیا کہ کچھ نہ کچھ لکھ کر اس روحانی نہر میں حصہ لوں۔ مگر افسوس! نہ تو یہ عاجزہ نثر نگار ہے نہ شاعرہ بس اپنے سادہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنے کو بہت جی چاہتا ہے کہ آپ اسی طرح پیارے الفضل کی آبیاری کرتے رہیں اس کو اسی طرح نرم و نازک اور خوبصورت بنائے رکھیں۔ ہم لوگ اپنے ملک سے اتنے دور ہیں۔ اس شعر کی طرح ع "دور اتنی کہ جسے سوچ کے جی گھبرائے" اور اس دوری کا ہر کسی کو اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ملک اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں تلاش کرنے پہ بھی کوئی ملکی۔ جماعتی خبر اتنے اچھے طریقے پر نہیں ملتی جسطرح الفضل کے ذریعہ مل جاتی ہے۔ نہ تو پاکستان کا سفارت خانہ ہے کہ انسان حالات حاضرہ سے باخبر رہے۔ ایسا نرالا ملک عام معمول کی ڈاک بھی ۳۔ ۴ ماہ لگا دیتی ہے اور اپنے پیاروں غمخواروں کے حالات پہنچتے پہنچتے اتنے پرانے ہو جاتے ہیں کہ دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے ان حالات میں اگر الفضل اپنے معمول کے مطابق اپنی بھرپور جامع خبروں کے ساتھ مل جائے تو خداوند کی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں لگتا اور دل سے ایک آواز نہایت سریلے سروں میں گانے لگتی ہے کہ واقعی یہ ایک روحانی نہر ہے اور حقیقت ہے کہ بعض اوقات تو احساس ہوتا ہے کہ ہم پردیسی صرف اور صرف اخبار الفضل اور رسالہ مصباح پر ہی زندہ ہیں۔ اسی طرح آپ نے جو سلسلہ کاغذی ہے پیرہن شروع کیا ہے اس کا تو شکر ادا کرنا ہی مشکل ہے۔ لگتا ہے یہ صرف میرے لئے ہے۔ خاص طور پر جو افریقہ میں مقیم لوگ ہیں ان کے احساسات بھی میرے جیسے ہی ہوں گے۔ ایک ایک حرف پڑھنے اور غور کرنے کے لائق ہے۔ ہم تو کوشش کرتے ہیں کہ اتنا آہستہ آہستہ الفضل پڑھیں تاکہ کچھ وقت تو گذر جائے اور دوسرے کے انتظار کی زحمت اٹھانے کا وقت کم رہ جائے مگر زائرے میں اس کے باوجود یہ زحمت بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپکو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

میں الفضل کی وساطت سے مکرم محترم مولانا محمد منور صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے زائرے کے بارہ میں مضمون لکھا اور ہم زائرے میں مقیم لوگوں کا دل خوش کر دیا۔ وہ اس طرح کہ جب میں حال ہی میں پاکستان گئی تو بہت سے لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ زائرے کہاں ہے یعنی ان کے مطابق انہوں نے کبھی اس کا نام ہی نہ سنا تھا۔ مولانا صاحب کے مضمون سے ایک تو یہ تسلی ہوئی کہ ان لوگوں کو علم ہو گا کہ میں کہاں رہتی ہوں اور یہ کیسا ملک ہے؟ یہ ایک فطرتی امر ہے کہ جہاں انسان رہتا ہے اس ملک کے بارے میں اسکی مشکلات کسی دوسرے سے بھی سنیں تو خوشی ہوتی ہے۔ دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ کسی کو ان مشکلات کا علم ہے۔ جب میں پاکستان سے واپس آئی تو پورا ارادہ تھا کہ کچھ نہ کچھ حالات اس ملک کے سپرد قلم کروں گی لیکن افسوس ملکی حالات نے ایسا رخ پلٹا کر پورا نہ کر سکی۔ اب مکرم مولانا صاحب کے مضمون سے دوبارہ تحریک ہو گئی۔ یہ سچ ہے جو جس ملک میں رہ کر گیا ہو اسکو جتنا علم ہو سکتا ہے دوسرے نہیں محسوس کر سکتے۔ کہاوت کتنی سچ ہے۔ "راہ پیا جانے یا واہ پیا جانے" مولانا صاحب کا تو مشکل ترین سفر ختم ہوا۔ مگر ہمارا مشکل سفر شروع ہے ابتدائی مراحل سے گذر رہے ہیں اس لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ قدم قدم پہ مشکلات۔ رکاوٹیں کھڑی ہیں جن کو خدا کی خدائی امداد اور پیارے آقا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے اگرچہ آپ کی توجہ اور دعا سے کافی مسائل ختم ہو رہے ہیں۔ مولانا صاحب نے جو دورہ کیا اسی کے نتیجہ میں یہاں حضور پرنور نے جماعت احمدیہ قائم فرمائی اور اسے منظم فرمایا۔ خدا کا فضل و احسان ہے کہ یہاں اب خدا کے فضل سے جماعت کا پرائمری اور سیکنڈری سکول ہے کنشاسا جو زائرے کا دارالحکومت ہے اس میں ہمارا مشن قائم ہے اور ایک "احمدیہ کلینک" بھی خلق خدا کی خدمت کر رہا ہے۔ خدا کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں کے طفیل ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ خدا جلد ہماری ترقی کے سامان مزید بڑھاتا چلا جائے ایک بار پھر مولینا صاحب کی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے آج سے ۱۵ سال قبل کے زائرے کے حالات کا نقشہ کھینچا اگرچہ اب تو ان کی کایا ہی پلٹ چکی ہے۔ خدا نے توفیق دی تو ان کے بارے میں تحریر کروں گی۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ آپ کا یعنی (ایڈیٹر صاحب) کا ہر آن حافظ و ناصر ہو صحت و سلامتی والی عمر عطا فرمائے دعاؤں میں ہم زائرے والوں کو ضرور یاد رکھیں۔ خدا حافظ

مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب واقف زندگی۔ نائب ناظر مال (آمد) ربوہ۔ لکھتے ہیں۔

میں اکثر آپ کا مضمون "کاغذی ہے پیرہن" پڑھتا رہتا ہوں۔ مغربی افریقہ کے احمدیہ مشنوں اور شخصیات و دیگر حالات و واقعات کا عمدہ تعارفی سلسلہ آپ نے شروع کیا ہوا ہے۔ میں بھی سیرالیون میں ساڑھے چار سال تک رہا ہوں۔ مورخہ ۲۷ اپریل ۹۲ء کے اخبار الفضل میں جس پیار و محبت سے آپ نے محترم پیرامونٹ چیف وی وی کالوں صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔ اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور بہت ساری سہانی یادیں خصوصاً سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ۱۹۷۰ء کے دورہ سیرالیون کے مناظر و واقعات ذہن میں مستحضر ہو گئے۔

مکرم وی وی کالوں صاحب واقعی انہی صفات کے حامل تھے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے قرآن کریم کا مینڈے زبان میں ترجمہ کرنے پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا تھا اور انہیں نہایت شفقت کے ساتھ اپنی اچکن اور شلوار بطور تبرک مرحمت فرمائی۔ ایک دفعہ میرے دارو جانے پر دونوں کپڑے پہن کر مجھے دکھائے اور اس خوش بختی پر ان کا چہرہ خوب تمتما اٹھا تھا۔

ایک دفعہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے مسلم کانگرس کی طرف سے ایک استقبالیہ دعوت منعقدہ ریلوے ہال فری ٹاؤن میں شرکت فرمائی وہاں حضور پرنور کو فی البدیہہ انگریزی میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ جو بلاشبہ نہایت عمدہ اور حقائق و معارف پر مشتمل تھی۔ اور روانی بھی خوب تھی۔

حضور انور کی یہ عادت تھی کہ آپ دن بھر کے سارے پروگراموں سے فراغت کے بعد رات گئے تک اپنے خدام کے ساتھ تشریف فرما رہ کر پروگراموں پر تبصرہ اور دیگر عرفان و حکمت کی باتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا! آج جو میں نے تقریر کی ہے۔ اس کے لئے میں ذہنی طور پر تیار نہیں تھا۔ میرا خیال تھا کہ یہ پارٹی بھی سوال و جواب کا رنگ لئے ہوئے ہو گی۔ اب معلوم نہیں کہ آج کی تقریر کیسی رہی۔ خاکسار نے عرض کیا۔ حضور آج کی تقریر تو نہایت عمدہ اور حقائق و معارف پر مشتمل تھی۔ اور اس میں اردو سے بھی زیادہ روانی تھی۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا یونہی باتیں نہیں کیا کرتے۔ مجھے اپنی بیوقوفی کا احساس کر کے بہت خجالت ہوئی۔ بات آئی گئی ہو گئی۔

غالباً [illegible] میں کئی سالوں کے بعد جب حضور صاحب فراش تھے تو محترم مولانا نسیم سیفی صاحب حضور کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو حضور نے ان کے ساتھ اس پرانی بات کا ذکر فرمایا۔ اور خاکسار کو بھی یاد کیا۔ محترم سیفی صاحب نے واپس آکر مجھے بتایا کہ حضور تمہاری سیرالیون والی بات کا ذکر کر کے بہت خوش ہوئے تھے۔ اس سے مجھے گونا مسرت اور اطمینان حاصل ہوا۔ ایک اور واقعہ کا ذکر کرتا ہوں جس کا میری طبیعت پر نہایت گہرا اور خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

حضور امام الثالث نے اپنے دورہ ۱۹۷۰ء میں بعض خاص اشخاص کو ساتھ لیا تھا۔ اور ہدایت تھی کہ میری اجازت کے بغیر کوئی اور دوست ہمارے ساتھ شامل نہ ہوں۔ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ابن حضرت سردار عبدالرحمن صاحب (مہر سنگھ) نے حضور کی خدمت میں اجازت کے لئے تار دیا۔ حضور نے بوالپسی جواب بھجوایا کہ اجازت نہیں ہے۔ اُدھر ڈاکٹر صاحب تار دینے کے ساتھ ہی جواب کا انتظار کئے بغیر بامید منظوری لندن سے روانہ ہو کر سیرالیون پہنچ گئے۔ فری ٹاؤن پہنچنے پر انہیں حضور کا پیغام ملا کہ میں آپ سے نہیں ملوں گا۔ حضور

باقی صد ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں ۔

سعید احمد عارف ابن مبارک احمد طاہر
ربوہ

ذوالفقار احمد وقار ابن عبدالحمید مجید
ربوہ

امۃ النفیر بنت اصغر علی
ربوہ

امۃ الحیٔ صباء بنت اصغر علی
ربوہ

احسن محمود ابن چوہدری مبارک احمد
ربوہ

صالحہ سلطان بنت سردار احمد سلطان
ربوہ

کلیم احمد ظافر ابن ظہیر احمد قریشی
ربوہ

عطاء الکریم ابن عبدالشکور
لاہور

فرح احمد ظفر ابن رفیق احمد راجہ ربوہ

لقمان احمد ابن صادق علی ملتان

جو دوست وقفِ نَو میں شامل اپنے بچوں کی تصاویر الفضل میں شائع کرانا چاہتے ہیں ۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ اور صاف تصاویر بھجوائیں ۔ (ادارہ)

بقیہ : صؔ سے آگے

" میں اپنا کردار آرٹ کے ایک استاد سے مشابہہ سمجھتا ہوں ۔ یا میں مضمون نویسی کا ایک استاد ہوں ۔ میں مثبت باتوں کا پرچار کر رہا ہوں میں لوگوں کی ان کے عقیدے کے بارے میں حوصلہ افزائی کر رہا ہوں ۔ اور ان کو نئے ماخذ بتا رہا ہوں "

مسٹر گمر نے مسٹر مچل کے حامی افراد کو مشورہ دیا کہ وہ کسی اخلاقی سوسائٹی کے رکن بن جائیں ۔ کیونکہ ان کے لئے اب عیسائی رہنا تو ممکن نہیں رہا ۔

انگلینڈ کے رومن کیتھولکس کے لیڈر کارڈینل باسل ہیوم نے ایسٹر کے موقعہ پر اپنے پیغام میں مسیح کے جی اٹھنے کے بارے میں بعض SCRIPTURAL تصویری شہادتیں پیش کیں ۔ جن میں اہم نکتہ یہ تھا کہ جس مقبرہ میں مسیح کو (صلیب سے اتارے جانے کے بعد) رکھا گیا تھا ۔ وہ خالی تھا ۔

کنٹر بری کیتھڈرل میں خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر کیری نے کہا کہ ایسٹر سے منسوب کہانی پر یقین کرنا آسان نہیں ہے ۔ لیکن بہر حال یہ عیسائیت کے نظریہ کا مرکزی خیال ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جی اٹھنے کا نظریہ عیسائیت کا کوئی ضمنی عقیدہ نہیں ہے یہ عیسائیت ہے ۔ یہ عیسائیت کا حقیقی نظریہ ہے ۔ انجیلوں سے جی اٹھنے کے نظریے کی وضاحت نہیں ہوتی ۔ بلکہ جی اٹھنے کا نظریہ دراصل انجیلوں کی وضاحت کرتا ہے ۔

آج کے جدید دور میں ، بیسویں صدی کے آخری ایام میں ہم برطانوی لوگ اس نظریہ کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ہمارے ذہنوں اور دماغوں میں فرشتوں کے وجود کی یا کسی مردہ آدمی کے زندہ ہو کر ایک نئی زندگی پا جانے کی کوئی جگہ نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسے لوگوں کے دام فریب میں نہیں آنا چاہیئے جو یہ کہتے ہیں کہ ایسٹر سے منسوب کہانی کو عام لوگوں کے لئے قابل قبول بنانے کے لئے اس میں مناسب کانٹ چھانٹ کر لی جائے ۔ تاکہ یہ کہانی ایک نئی طاقت کیسا تھ لوگوں کے سامنے پیش کئے جانے کے قابل بن جائے ۔ آرچ بشپ نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اس صورت میں اس کو بعض مشکل ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑے گا ۔ ان میں غریبوں ، بیماروں اور عمر رسیدہ لوگوں کی دیکھ بھال کے معاملات شامل ہوں گے ۔

انہوں نے کہا کہ روایتی طور پر یہ کام عیسائیوں نے کئے ہیں ۔ ڈاکٹر کیری نے کہا کہ جب حکومت ایسا ارادہ ظاہر کرے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرے گی تو پھر وہ یہ " جرأت " کریں گے کہ ہر ضرورت مند کی طرف سے مزید سہولتیں فراہم کئے جانے کا مطالبہ کریں ۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک ایسی قوم کی طرف سے بات کر رہا ہوں جس کے گھروں اور سکولوں میں عیسائیت کے اس مشکل نظریے کے خلاف باتیں کی جا رہی ہیں ۔ میں ایک ایسی قوم کی طرف سے بات کر رہا ہوں جو بظاہر نہ صرف اپنی ویلفیئر کے لئے سوچتی ہے بلکہ غریب ملکوں کی بہبود کے لئے سوچتی ہے ۔ اور غریب ممالک کے لوگ آج بھی راہنمائی اور مدد کے لئے ہماری طرف دیکھتے ہیں ۔ (CASE AGAINST GOD) ۔ (خدا کے خلاف مقدمہ صؔ)

بقیہ : صؔ سے آگے

اور اس کو سزا دی جائے گی ۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس خیال کو دل میں کیوں لایا ۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے اسے دل میں رکھا کیوں ؟ اور یہ انسان کے اپنے اختیار کی بات ہے ۔ اس کے اختیار سے باہر نہیں کہ وہ بُرے خیالات کو دل سے نکال دے ۔

بقیہ : صؔ سے آگے

کا پیغام سنتے ہی بغیر کسی ملال کے نہایت ہشاش بشاش ہو کر کہا کہ اگر میرے آقا کی یہی مرضی ہے ۔ تو میں کل کی پہلی پرواز سے ہی واپس لندن چلا جاؤں گا چنانچہ اطاعت امام کا نہایت شاندار نمونہ پیش کرتے ہوئے ۔ مکرم ڈاکٹر صاحب (جنہوں نے سالہا سال تک سیرالیون میں بطور ڈاکٹر خدمات کا موقعہ پایا تھا) لندن روانہ ہو گئے ۔ جب حضور سیرالیون سے لندن تشریف لے گئے ۔ تو ڈاکٹر صاحب پہلے شخص تھے جنہوں نے حضور کی خدمت میں ۔/۳۰۰ پونڈ کا چیک نصرت جہاں فنڈ میں پیش کیا ۔ اطاعت امام کا یہ کیا ہی شاندار نمونہ ہے ۔ جو محترم ڈاکٹر صاحب نے پیش کر کے عمدہ مثال قائم کی ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔

بیت الذکر کینما کی تعمیر کا بھی اپنا ایک نہایت شاندار تاریخی پس منظر ہے ۔ جو کہ ایک لمبی داستان ہے ۔ جسکو اختصار کے ساتھ میں نے کئی سال ہوئے رسالہ تحریک جدید میں طبع کروایا تھا ۔ مسٹر وانڈی کالون صاحب سیکشن چیف کینما کا ۱۹۷۰ء میں حضور کی زیارت کے بعد احمدی ہونا تعمیر بیت کی خواہش ۔ زمین کا عطیہ ۔ مخالفت کے باوجود ڈسٹرکٹ کمشنر کا ہمارے حق میں فیصلہ اور پھر تعمیر سے تا تکمیل تمام مراحل میں عاجز کو بھی حقیر خدمات کے مواقع میسر آئے ۔ اور ہر مشکل وقت میں حضور انور کی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں ۔ محترم برادرم مبارک احمد صاحب نذیر بھی شروع سے آخر تک اس نیک کام میں شامل رہے ۔ خداوند کریم سب مقامی و غیر ملکی دوستوں کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا ۔ جزائے خیر عطا فرمائے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ افغانستان میں خوفناک خانہ جنگی کے پہلے راؤنڈ کی تیاریاں کی جارہی ہیں افغان مجددی کی حکومت کے مخالف حکمت یار نے کابل کی ڈیلیز پر چہارسیاب کے ارد گرد سکڈ اور گان میزائیل اور کئی دہانوں والی توپیں نصب کرنا شروع کر دی ہیں۔ حکمت یار کے "لشکر ایثار" کے ہزاروں جوان دشت سقاوہ کے میدان میں جمع ہو گئے ہیں۔ کابل سے ۵۵ کلومیٹر دور جلال الدین حقانی کا لشکر بھی تیار کھڑا ہے جنرل شاہنواز تنائی کے حامی پائلٹوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

○ اگر حکمت یار اور مجددی کی حکومت میں ایک دو دن تک سمجھوتہ نہ ہوا تو حکمت یار کا لشکر کابل پر شدید حملہ کر دے گا۔

○ افغانستان کی عبوری حکومت میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ امن و امان کی بحالی میں حکومت کو شدید ناکامی ہو رہی ہے۔ کونسل کو افغان گروپوں میں مصالحت کے لئے دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کابل میں افراتفری کا عالم ہے حکومت نے سلامتی کی ذمہ داری کمانڈر جلال الدین حقانی کے سپرد کر دی ہے۔

○ افغان لیڈر گلبدین حکمت یار نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ انہوں نے پاکستان سے آنے والے خوراک کے ٹرک روکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ ایسی خبریں مجھے افغان عوام کی نظروں سے گرانے کے لئے پھیلائی جارہی ہیں۔

○ سندھ کے علاقے کچھ بنڈی میں ڈاکوؤں نے زبردست فائرنگ کر کے دس افراد کو ہلاک کر دیا ان میں ایس ایچ او سمیت ۶ پولیس والے اور چار دیگر افراد شامل ہیں۔ ۳ اہلکار زخمی ہو گئے۔ پولیس ایک مغوی کو چھڑانے کے لئے ڈاکوؤں کے تعاقب میں گئی تھی کہ مورچہ بند ڈاکوؤں نے پولیس کی گاڑی دیکھتے ہی اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ بعد ازاں انہوں نے ہلاک و زخمی ہونے والے پولیس والوں کے اسلحہ اور وائرلیس سیٹ پر قبضہ کر لیا۔ سرکاری گاڑی جلا دی۔ اس واقعے سے گھوٹکی اور ارد گرد کے علاقے میں زبردست خوف و ہراس پھیل گیا بازار بند ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے جوابی کارروائی کے لئے جنگل کا محاصرہ کر لیا ہے۔

○ پاکستان اور بھارت کے رینجرز کے درمیان چوتھے روز بھی فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ بتایا گیا ہے کہ بھارتی رینجرز کے تین افراد ہلاک ہو گئے۔

○ آزاد کشمیر کی کنٹرول لائن پر بھی فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ دو شہری شہید اور متعدد زخمی ہو گئے۔

○ کوئٹہ میں پہیہ جام ہڑتال ہو گی رینجرز و پولیس کو حالات پر قابو پانے کے لئے طلب کر لیا گیا ہے۔

○ معلوم ہوا ہے کہ مذہبی نظریات رکھنے والی ایک سیاسی جماعت نے حکمت یار کی امداد کے لئے ہزاروں کارکن بھیج دیئے ہیں۔

○ کراچی میں ایک سیکیورٹی افسر نے جان دے کر ڈاکوؤں کی ڈاکہ ڈالنے کی کوشش ناکام بنا دی۔

○ جماعت اسلامی نے آئی جے آئی سے علیحدگی کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ اب جماعت اسلامی قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی حیثیت سے الگ نشستوں پر بیٹھے گی۔ لیاقت بلوچ اس سلسلے میں قومی اسمبلی کے سیکرٹریٹ کو باضابطہ درخواست دیں گے۔

○ جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ حکمت یار پاکستان سے محبت کرتے ہیں انہوں نے پاکستان کی غذائی امداد نہیں روکی۔ انہوں نے کہا کہ کابل پر تباہی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔

○ پاکستان سے غذائی امداد لے کر جانے والا ۱۰۷ ٹرکوں کا قافلہ کابل پہنچ گیا ہے۔

○ اقوام متحدہ کے نمائندے مسٹر بینن سیوان ہنگامی دورے پر کابل پہنچ گئے ہیں انہوں نے صدر مجددی سے ملاقات کی۔ وہ حکمت یار سمیت مختلف نمائندوں سے ملاقات کریں گے۔ اس کے علاوہ سابق صدر نجیب کی کابل سے روانگی پر بھی تبادلہ خیال کریں گے۔

○ عبوری حکومت میں شامل ہونے کے لئے مختلف افغان گروپوں نے پروفیسر ربانی سے رابطے شروع کر دیئے ہیں۔

○ افغانستان کی عبوری حکومت نے پاکستان میں تعینات کابل کے سفارتی مشن کے تمام اہلکاروں کو عام معافی دے دی ہے۔

○ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان قومی اسمبلی کے حالیہ اجلاس کے لئے کورم کے سوا باقی معاملات پر سمجھوتہ ہو گیا ہے کورم کے معاملے پر پی ڈی اے سخت موقف اختیار کر رہی ہے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس نے حکومت کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے بھوک ہڑتال کی تیاریاں کر لی ہیں۔ بھوک ہڑتال پنجاب اسمبلی کے سامنے کی جائے گی۔

○ خصوصی عدالت نے آصف زرداری کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اجازت دے دی ہے۔ جسٹس فخر الدین شیخ نے کہا ہے کہ ان کو اسلام آباد پہنچانے کا انتظام کیا جائے اور ہر پیشی پر عدالت میں حاضر کیا جائے۔

○ امریکہ کے فساد زدہ ویران علاقوں میں فوج گشت کر رہی ہے۔ لاس اینجلز اور دیگر دوسرے شہروں میں ایسے دس ہزار تاجر لوٹ مار کی زد میں آ گئے ہیں جنہوں نے اپنے کاروبار کا بھی بیمہ نہیں کروایا تھا ایسے تاجر دیوالیہ ہو گئے ہیں۔

○ صدر اسحٰق کا ترکی کا دورہ جو ۱۰ مئی سے شروع ہونا تھا ملتوی کر دیا گیا ہے۔

ایک چھوٹی سی بات

بعض باتیں ہوتی تو چھوٹی ہیں لیکن بعض اوقات پھیل کر بڑی ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ بعض اوقات انجانے میں "کرم نوازی" کہہ جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے۔ حقیقت یہ "کرم" کو نوازا نہیں جاتا۔ "کرم" تو بجائے خود نوازنے کا ایک پہلو ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کو نوازا جاتا ہے اور اس کے لئے "بندہ نوازی" کی ترکیب استعمال ہوتی ہے۔ پس "کرم نوازی" نہ کہئے بلکہ "بندہ نوازی" کہئے۔

بچوں کے جملہ امراض کے شافی علاج کیلئے
النصرت چلڈرن کلینک
ریلوے روڈ۔ ربوہ

بچوں کیلئے گھڑیوں کے خوبصورت ڈیزائن
شادی بیاہ کیلئے گھڑیوں کی اعلیٰ کوالٹی
انصاف واچ ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ
نعیم بشارت

پتہ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار۔ ربوہ
خورشید
تجربہ، تحقیق اور کامیابی کے
چالیس ۴۰ سال
طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ۔ جہاں
- جدید تحقیقات کی روشنی میں ڈیڑھ صد سے زائد مفید اور موثر ادویات تیار کی جاتی ہیں۔
- تمام مرکبات انسانی جسم اور مزاج سے ہم آہنگ ہیں جو اندرون و بیرون ملک یکساں مقبول ہیں۔
ہمارا مقصد طب یونانی کی سربلندی اور اعتماد بحال کرنا ہے۔ اس لئے آپ ہماری تمام ادویہ عمدہ، خالص اور مکمل اجزاء سے تیار شدہ پائیں گے۔
یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہمارا ادارہ طب یونانی کی دوا سازی میں اپنی پہچان خود ہے اطباء نہایت اعتماد سے ہماری ادویہ تجویز کر سکتے ہیں۔
سٹاکسٹ معقول کمیشن پر مال اٹھا سکتے ہیں۔ فہرست ادویہ مفت طلب کریں۔